"میں اس معاشرے کو تبدیل کر دوں گی۔"

یہ فقرہ اس نے پُر اعتماد ہوتے ہوئے بولا اور پھر یونیورسٹی چلی گئی۔ بتول ایک عرصے سے گھریلو اور معاشرے میں ہونے والی باتوں سے پریشان تھی، گھر سے متصل جامع مسجد تھی، ہر ہفتے مولوی صاحب کی بیگم بتول کی امی کو سمجھانے آجاتی کہ اس لڑکی کو سمجھائیں! یہ کیوں بغیر پردے کے باہر نکل جاتی ہے اور فیشن ایبل لباس میں یونیورسٹی چلی جاتی ہے، بتول کی امی پریشانی کی حالت میں کہتی کہ ایک ہی بچی ہے باپ تو موجود نہیں، بتول نے میٹرک اور ایف۔ ایس۔ سی کو ٹاپ نمبروں سے پاس کیا اور ایم ڈی کیٹ میں 95% لے کر سرکاری میڈیکل کالج میں داخلہ لیا۔ سکالرشپ تو میٹرک سے ہی چل رہی تھی جس میں سارا گزارا ہو جاتا۔ یعنی بتول نے اپنے باپ کے مرنے کے بعد اپنی تعلیم کے ذریعے اپنے گھر اور اپنی ماں کو پالا۔ جب بتول گھر سے یونیورسٹی جانے لگتی تو اس کی ماں مولوی صاحب کی بیوی کی باتیں اسی طرح بتول کو بتادیتی۔ بتول ساری باتیں سن کر آگ بگولا ہو جاتی اور ایک دن اس نے اپنی امی کو اسی غصیلے انداز میں بولا: "میں اس معاشرے کو تبدیل کر دوں گی۔" اور پھر یونیورسٹی روانہ ہوگئی۔ بتول گھر سے باہر ایک کلومیٹر تک پیدل جاتی پھر آگے اس کا ایک دوست گاڑی میں بیٹھا اس کا انتظار کر رہا ہوتا، بتول مکمل اعتماد سے گاڑی کا دروازہ کھولتی اور اپنے دوست محسن کے ساتھ یونیورسٹی روانہ ہو جاتی۔ بتول محسن کو پڑھاتی بھی تھی کیوں کہ بتول کے ہر سبجیکٹ میں کنسیپٹ کلیئر تھے۔ روزانہ کلاس ختم ہوتے ہی پریکٹیکل کی کلاسز چھوڑ کر اپنی پروکسی سی۔ آر سے لگوا دیتے اور باہر کسی ریسٹورنٹ پہ بیٹھ جاتے۔ ابھی تک بتول کو یہ نہیں محسوس ہوا تھا کہ وہ محسن سے محبت کرتی ہے مگر محسن کی فطرت میں کافی شیطانیت پائی جاتی تھی۔ وہ روز اس کو ریسٹورنٹ لے جاتا، دونوں کبھی کبھی سینیما چلے جاتے اور کبھی کبھی شام کو کسی پارک میں واک کرنے لگ جاتے۔ بتول کی امی کو تو یہ ہی معلوم تھا کہ بچی کی یونیورسٹی کی ٹائمنگ شام تک ہوتی ہے۔ محسن بتول کو ایک کلومیٹر پہلے گھر سے اتار دیتا اور بتول مختلف تحفے ہاتھ میں اٹھائے گھر چلی جاتی۔ اس کی امی سارے تحائف دیکھتی اور خاموشی اختیار کر لیتی۔ بتول امی کو ہنسی خوشی بتاتی کہ میں آپ کے لیے تحفے لے کر آئی ہوں۔ اس کی امی ایک چھپی سی مسکراہٹ دے کر خاموش ہو جاتی اور قرآن پاک پڑھنے لگ جاتی۔ ایک دن اس کی امی نے بتول کو اپنے پاس بٹھا لیا اور کہا کہ بیٹا! یہ جو تو تحائف لاتی ہے ان کو میرا دل قبول کیوں نہیں کرتا؟ مجھے یہ چیزیں اپنی نہیں لگتی۔ تیرا باپ جب چیزیں لاتا تھا تو میں ان چیزوں کی طرف دوڑ لگا دیتی تھی، ان چیزوں میں ایک پلاسٹک کا گولڈن کنگن ہوتا اور ایک جامنی

کلر کا پلاسٹک کا موتی ہار میں لگا ہوتا تھا، اور ان چیزوں کو میں خود چومتی اور پہن لیتی، کیوں کہ میں جانتی تھی کہ تیرے باپ کو آج کسی نے مزدوری کے لیے بلایا ہے، اور دو روٹیوں اور دال کے سالن کے ساتھ تیرا باپ آج میرے لیے یہ چیزیں لایا ہے، جب میں سالن گرم کرتی تو معلوم ہوتا کہ آج تیرے باپ نے آدھی پلیٹ سالن کی لی ہے تاکہ میرے لیے یہ چیزیں لا سکے۔ اور میرے آنسو کی بوچھاڑ لگ جاتی، کبھی رونے کی آواز اونچی ہو جاتی اور چوں کہ میں دمے کی مریض تھی تو حالت خراب ہو جاتی، باہر سے تیرے باپ کی آواز آتی: "فاطمہ کیا ہوا؟"

تو میں کہتی: "کچھ نہیں۔ بس چھینک آ گئی تھی، میں بس کھانا لاتی ہوں۔"

"بیٹا! وہ کھانا میرے لیے ایک محل میں بیٹھ کر سو قسم کے کھانوں سے سو گنا بہتر تھا۔ کیوں کہ وہ حلال کی کمائی تھی جو میرا شوہر اپنا اور میرا پیٹ پالنے کے لیے رب کی رضامندی اختیار کرتے ہوئے لاتا تھا۔ میں ایک عرصے سے دمہ کی مریض ہوں، تیرے باپ سے یہ بیماری محض ایک ہچکی کی بیماری کہہ کر چھپا لیتی، کیوں کہ تیرے باپ میں اتنی استطاعت نہیں تھی کہ وہ میرے لیے دوائی لاتا۔"

بتول کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ مگر ایک دم سے آنسو صاف کرتے ہوئے بولی: "امی! بس کر دیں یہ باتیں مجھے نہ سنایا کریں۔ اب وقت بدل گیا ہے۔ اب آدھی پلیٹ سالن کی تو نہیں کھانی پڑ رہی ناں آپ کو۔"

فاطمہ نے کہا: "بیٹا دال کی آدھی پلیٹ تیرے لائے ہوئے چکن، مٹن اور کریم کیک سے ہزار درجہ بہتر تھی۔"

فاطمہ اب غصیلے انداز میں بولنے لگی۔ اچانک اس کا سانس اکھڑ گیا۔ بتول نے دیکھتے ہی بولا: "بس اب آپ کے ڈرامے شروع ہو جائیں گے۔"

فاطمہ تقریباً آدھ گھنٹے تک کھانستی رہی اور سانس لینا دشوار ہو گیا جب کہ بتول اپنا پرس اٹھا کر اپنے کمرے میں چلی گئی اور ایک مہینے بعد ہونے والے گرینڈ اپوئنٹ کی تیاری کرنے لگی۔ فاطمہ جب ٹھیک ہوئی تو رونے لگ گئی اور قرآن کھول کر ہر صفحے کو چوم چوم کر پڑھنے لگ گئی۔ کبھی کبھی بتول کی سہیلیاں گھر آتیں تو فاطمہ کی یہ حرکتیں دیکھ کر بولتی: "آنٹی یہ کیا کر رہی ہیں آپ یہ کہاں لکھا ہے اس طرح قرآن کو چوم چوم کر پڑھنا، بلکہ رکیں ہم آپ کو یوٹیوب سے ویڈیو دکھاتے ہیں۔"

یہ سنتے ہی فاطمہ پورے اعتماد سے بولتی: "بیٹا، یہ یوٹیوب کے بے ادب مولوی جو فتوے جیبوں میں لے کر پھرتے ہیں ان کو تم ہی سنو کیوں کہ تم لوگوں کے دل مردہ ہیں۔انسان کا دل تب ہی زندہ ہوتا ہے جب اس کے اندر ہر اس چیز سے محبت ہو اور ہر اس چیز کا ادب ہو جو حضور ﷺ کے ساتھ منسلک ہو۔"

یہ سنتے ہی بتول کی سہیلیاں انگریزی کے الفاظ بول کر بتول کے کمرے میں چلی جاتی۔بتول اگرچہ ایک ایڈوانس اپروچ کی لڑکی تھی مگر اس کا ذہن ہمیشہ اس کے ایک مقصد کی طرف ہی ہوتا کہ عورت کی تعلیم کے لیے معاشرے کو تبدیل کرنا ہے، ایک لڑکی کس طرح اپنی تعلیمی قابلیت کو بہتر بنا سکتی ہے، اس کی گرومنگ کیسے ہونی چاہیے، اس کو ایڈوانسمنٹ کے ساتھ کس طرح چلنا چاہیے، اور بہت سے مقاصد وہ اپنے ذہن میں بٹھائے ہوئے تھی۔ کیوں کہ اس نے جن کٹھن مراحل سے ہوتے ہوئے تعلیم حاصل کی تھی وہ کسی لڑکی کو ان مراحل سے دو چار نہیں کرنا چاہتی تھی۔اس مقصد کی تکمیل کے لیے بہت سی مزید لڑکیاں بھی اس کے ساتھ شامل تھی۔ان لڑکیوں میں ایک تیز لڑکی تھی کرن جو باغیانہ خیالات کی مالک تھی۔

محسن کے ساتھ اس کی گہری دوستی تھی۔اور جب محسن بتول کو گھر اتار دیتا تو کرن کو گھر سے ریسیو کرتا اور رات بارہ بجے تک ریسٹورنٹ اور سینیما وغیرہ جاتے رہتے۔اور پھر کسی ایک جگہ بیٹھ کر پلیننگ کرتے رہتے۔ کرن محسن دونوں آپس میں ایک دوسرے سے ماڈرن محبت بھی کرتے تھے۔ شاید یہ ٹرم آپ نے پہلی بار سنی ہو۔ یہ ایسی محبت ہے جس میں نکاح کا کوئی کردار نہیں ہوتا۔اور ان کی پلیننگ میں یہ شامل تھا کہ کسی طرح معاشرے میں خصوصی یونیورسٹیز میں یہ بات عام کریں کہ نکاح کے بغیر ہی زندگی گزاری جائے اور جب دل کرے کسی دوسری سے ماڈرن محبت بنالی جائے۔ عورت ایک مرد کے ہوتے ہوئے بھی مختلف مردوں سے ماڈرن محبت کر سکتی ہے، تعلقات بنا سکتی ہے اور بہت کچھ جو شاید اس صفحے کی زینت بننے کے قابل نہیں۔ان کے مقاصد کا کچھ اثر بتول پہ ہو چکا تھا، یعنی اب وہ دوپٹہ یا برقع نہیں کرتی تھی۔ صرف محسن سے دوستی رکھی ہوئی تھی جو کہ اس کو معلوم نہیں تھا کہ وہ بھی اس دوستی کو اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیے استعمال کر رہا ہے۔ مگر دیگر مقاصد کو نہ بتول نے سمجھا اور نہ اس کی طرف اس کا دھیان تھا، وہ بس تعلیم، ہنر، قابلیت، معاشی حوالے سے عورت کو ایک مضبوط کردار کا مالک دیکھنا چاہتی تھی۔ پورے ایک مہینے بعد تمام یونیورسٹیز

کے پرنسپلز، سٹوڈنٹس اور ٹیچرز کی گرینڈ کانفرنس رکھی گئی جس کا عنوان تھا:"مذہبی انتہا پسندی چھوڑ دو ،اب صرف انسانیت کادرس دو۔"

فاطمہ کو معلوم تھا کہ یہ لوگ اس طرح کا کچھ ایونٹ کروانے جارہے ہیں۔ وقت گزرتا گیا،ایونٹ سے ایک رات پہلے محسن اور کرن فاطمہ کو گھر کے سامنے اتار کر چلے گئے۔ بتول گھر میں داخل ہوئی تو والدہ بتول کے انتظار میں تھی۔ والدہ کو دیکھ کر بتول ان کے پاس بیٹھ گئی اور کہنے لگی:"امی اب تو خوش ہو جائیں اب آپ کی بیٹی اپنے مقصد کی تکمیل کے لیے بڑھ رہی ہے۔ کل کے ایونٹ کے بعد ہم پورے ملک میں تنظیم سازی کر دیں گے جو لڑکیوں کے حقوق کے لیے کام کرئے گی اوراب معاشرہ تبدیل ہو گا۔"

والدہ خاموشی سے سنتی رہیں۔اور ایک دم سے ہنسنے لگی۔ ہنستے ہنستے آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ بتول امی کو دیکھتی رہی۔

فاطمہ ہنس رہی تھی اور بولی:"بتول! مجھے وہ وقت یاد آیا جب تیرا نام تیرے باپ نے میرے نام سے منسلک "بتول" رکھا تھا،اور مجھے کہا تھا کہ یہ بھی تیری طرح ایک غلام فاطمہ الزہراء سلام اللہ علیھا بنے گی۔"

نام مبارک سنتے ہی بتول کا جسم سست ہو گیا اور ہاتھ سے پمفلٹس نیچے گر گئے۔ گو کہ باقی اس کے معاملات جیسے بھی تھے مگر اہل بیت کا نام سنتے ہی اس کے نام نے اپنا اثر دکھانا شروع کر دیا، کبھی بتول اپنی ماں کی طرف دیکھتی تو کبھی قرآن کی طرف اور ایک ایک کر کے آنسو آنکھ سے نکلتے رہے۔ فاطمہ بولی:"بتول! تیرا مقصد اچھا ہے مگر جن مقاصد میں تیرا مقصد شامل ہے وہ اچھے نہیں اور ان کی وجہ سے تیرا مقصد غلیظ ہو جائے گا۔"

بتول کے چہرے کا رنگ بدلتا جارہا تھا اور اب سسکیاں شروع ہو گئی تھی۔

فاطمہ بولی:"بیٹا، میں جانتی ہوں کہ میں ان پڑھ ہوں، مجھے تو ان کتابوں کے نام بھی نہیں آتے جو تم پڑھتی ہو۔ مگر بیٹا ایسی کتابوں کا کیا فائدہ جو تجھے تیرے نام کے اوپر بھی پورا نہ اترنے دیں۔"

اگرچہ بتول اپنے مقصد کے لیے تگ و دو کر رہی تھی مگر اس کو محسن اور کرن کے غلط مقاصد کا علم نہیں تھا۔ مگر ایک بات تھی جو اس کے دل میں اٹکتی تھی وہ یہی تھی کہ ان دونوں میں دوستی اس حد تک بڑھی ہوئی ہے کہ نکاح کی طرف نہیں بڑھ رہے اور نکاح کے بغیر ہر کام کو جائز سمجھتے تھے، بلکہ پچھلے تین سالوں سے یونیورسٹی کے بچوں کے لیے یہ دونوں مل کر ٹریپ ارینج کرتے تھے دو دنوں کا جس میں ہوٹلز بھی کمبائنڈ کروائے جاتے تھے اور آہستہ آہستہ بچوں کے

ذہن سے مذہبی کلچر کو ختم کیا جارہا تھا۔ فاطمہ نے ابھی صرف اپنا نام جس ہستی کے ساتھ منسلک تھا ان کا ذکر کیا تھا تو بتول کے دل میں اس نام سے منسلک نام "بتول" نے اثر دکھانا شروع کر دیا۔

بتول کہنے لگی: "امی! مجھے ایسا کیوں محسوس ہو رہا ہے کہ کچھ غلط ہو رہا ہے؟"

فاطمہ کہنے لگی: "بیٹا، کچھ نہیں، سب کچھ غلط ہو رہا ہے۔"

فاطمہ بولی: "بیٹا، مانا کہ جاہل ہوں مگر میرا نام میرے ماں باپ نے جو رکھا ہے، اس نام کی برکت سے میرے پہ کل کے ایونٹ کے حوالے سے بڑے راز عیاں ہیں۔ انسانیت کا مطلب گوروں کے نزدیک کیا ہے؟ جانتی ہو؟"

بتول بولی: اس کا مطلب ہے کہ انسان کے حقوق کی بات کرو۔"

فاطمہ نے کہا: "نہیں، بیٹا۔ ان گوروں نے ہم سے بہت بدلے پورے کرنے ہیں، اس کا مطلب ہے کہ سب کچھ انسان ہے، مذہب بھی انسان اپنا خود بنائے، کسی دوسرے مذہب کو اپنی زندگی میں نہ لائے، یہ جو تم آزاد خیالات والے بندوں کی بات کرتی ہو معلوم نہیں وہ لوگ جو کہتے ہیں مذہب اور دنیا علیحدہ ہو۔"

بتول بولی: "لبرلز اور سیکولرز۔"

فاطمہ بولی: "ہاں ہاں! یہی نام میں نے کرن کے منہ سے سنے ہیں کہ ایسے لوگ ہی معاشرے کی بنیاد ہونے چاہیں۔ بیٹا! تیرے باپ کا نام غلام حیدر تھا: حیدری حلالی ہوتے ہیں اور حلال کام کرتے ہیں۔"

بتول چپ ہو کر بیٹھ گئی جیسے ایک لمبی سوچ میں پڑ گئی ہو۔ فاطمہ نے کہا: "بیٹا! اب تو کیا کرے گی؟ کیا تجھے کچھ سمجھ آئی ہے؟"

بتول نے والدہ کی طرف خوشی کے آنسوؤں کے ساتھ دیکھا، امی کو گلے لگا کر روئی اور وضو کرنے چلی گئی، اور پوری رات سورہ النور کی تلاوت کرتی رہی۔ سحری کے قریب کرن کا میسج آیا واٹس ایپ پہ: "بتول! تیار ہو ناں؟"

بتول نے میسج دیکھ کر ریپلائے دیا "آج سب باطل قوتوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔

کرن نے آگے سے کہا: "Yes, my sweet Batool, yes."

بتول اس کے بعد سو گئی۔ ایک گھنٹے بعد فجر کی اذان شروع ہو گئی۔ اچانک بتول اٹھی اور ماں کے پاس بھاگ گئی۔ فاطمہ تسبیحات پڑھ رہی تھی۔ بتول نے ماں کو دیکھ کر بولا: "میری ماں! تیری بیٹی آج تیرا اور میرا نام جس ہستی سے منسلک ہے اس نام کے صدقے باطل خیالات کو ختم کردے گی۔"

فاطمہ آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے رونے لگی اور بولی: "یا اللہ! تیرا شکر ہے کہ غلام حیدر کی اولاد حیدری نکلی۔"

بتول نے پھر اپنی ماں کو خواب سنایا کہ کانفرنس ہو رہی ہے، تمام پروفیشنلز اس کے سامنے بیٹھے ہیں اور اس کو غیب سے صدا آتی ہے کہ "غلام بتول بن کر حیدری للکار سے کفر کے ایوانوں کی اینٹ سے اینٹ بجادو اور کفریہ نظریات کا خاتمہ کردو"

سامنے پہلی سیٹ پہ اس کے ابو غلام حیدر ہوتے ہیں جو سب کو بتا رہے ہوتے ہیں: "یہ میری بیٹی بتول ہے جو کردار غلام بتول کا رکھتی ہے۔"

اس کی امی خواب سن کر خوش ہوئی اور اس نے بتول کو بتایا: "میری بیٹی! ہم بہت گنہگار ہیں۔ یہ رب کا احسان ہے کہ وہ اس طرح کام لے لے۔"

بتول نے کہا: "امی مجھے میرے اپنے گناہوں کا بخوبی علم ہے۔ میں نے اپنے کردار کے ذریعے اپنے نام کی منسلکی کو خراب کیا ہے۔ میں باطل نظریات میں ملوث رہی، میں غیر محرم کے ساتھ دوستیاں رکھنے میں ملوث رہی مگر اب مجھے سب معلوم ہو چکا ہے امی۔ یہ سب باطل نظریات ہیں اور آج آپ کی بیٹی خاتمہ کردے گی ان سب کا۔"

فاطمہ نے دعائیں دی اور رب کے حضور سجدہ ریز ہو گئی۔ بتول تیار ہوئی، اور اپنی الماری سے سب سے نچلے کپڑوں میں موجود کالا برقع نکالا، گلوز پہنے اور پیدل گھر سے نکلنے لگی کہ واٹس ایپ پہ محسن کا میسج آیا: "باہر کھڑا ہوں، آجاؤ۔"

مگر آج بتول، غلام بتول بن چکی تھی۔ اس نے میسج دیکھ کر چھوڑ دیا اور اور لوکل سواری کے ذریعے ایونٹ والی جگہ پہنچ گئی۔ پانچ تقریریں تھی، جن میں ایک گھنٹے کی تقریر بتول کی تھی باقی سب کی دس منٹ کی گفتگو تھی۔ بتول ایونٹ والی جگہ داخل ہوئی، سارے پروفیشنلز بیٹھے ہوئے تھے، جبکہ ادھر کرن اور محسن گاڑی پہ بتول کو لینے آئے ہوئے تھے۔ بتول نے جاتے ساتھ پیچھے لٹکے ہوئے پینافلیکس کو اتروانے کا حکم دے دیا، لوگ تو پہچان ہی نہ پائے یہ ہے کون، مگر جب اس نے بتایا کہ میں بتول ہوں تو فوراً اس کی حکم کی تعمیل کرنے لگ گئے سب۔ ادھر محسن اور کرن کالز پہ کالز کر رہے

تھے بتول کو۔ بتول نے نیا پینا فلیکس پیچھے لگوایا جس میں لکھا ہوا تھا: "کفر کے باطل نظریات کو چھوڑ دو اور پورے کے پورے اسلام میں داخل ہو جاؤ"

سب پروفیشنلز یہ دیکھ رہے تھے اور آپس میں باتیں کرنے لگ گئے۔ بتول نے سورہ نور کی تلاوت کروائی۔ پھر نعت شریف پڑھوائی اور اب بتول سٹیج پہ جلوہ افروز تھی اور سامنے ایک ہزار پروفیشنلز۔ وہی باتیں جو اس کو فاطمہ نے بتائیں تھیں اور جو اس کو خواب میں بتائی گئی تھیں اس نے یہ سب کر ڈالیں۔

”عورت کے لیے تعلیم، ہنر، قابلیت سب چیزوں کی ضرورت ہے اور میں تمام پلینز تیار کر چکی ہوں مگر ان چیزوں کے ساتھ ساتھ، عورت کو شرم وحیاء اور باغیرت بننے کی بھی ضرورت ہے۔“

یہ بات سنتے ہی سامنے بیٹھی ہوئی باپردہ لڑکیاں تالیاں بجاتے ہوئے اٹھ کھڑی ہوئیں اور سارا ہال گونج اٹھا، اسی اثناء میں کرن اور محسن ہال میں داخل ہوئے اور بتول کا یہ فقرہ سنتے ہی آگ بگولا ہو گئے۔ اور ٹیڑھے منہ لے کر سیٹس پہ بیٹھ گئے۔ انہوں نے ٹیم سے پوچھا: "اس لڑکی کو کس نے سٹیج پہ چڑھنے دیا؟ یہ کون ہے؟"

انہوں نے کہا: "یہ مس بتول ہیں۔"

ان دونوں کے پاؤں تلے زمین نکل گئی۔ اور چہروں کے رنگ زرد ہو گئے۔ بتول نے اپنی گفتگو میں پوری سورہ النور کی تفصیل بیان کی اور لڑکیوں کے لیے باپردہ، باوقار اور باحیاء زندگی گزارتے ہوئے تعلیم، شعور، ہنر اور قابلیت پہ توجہ دلوائی۔ آخر میں اس نے اقبال کی نظم جواب شکوہ کا آخری شعر پڑھا اور بولی: "بقا صرف ہمارے آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اطاعت میں ہی ہے۔"

سپیچ ختم کر کے وہ سٹیج سے نیچے اتر گئی، سب کو ریفریشمنٹ دی جانے لگی اور ساری لڑکیاں بتول کے ارد گرد ہو گئیں اور کہنے لگیں کہ اس مشن میں ہم آپ کی ہم سفر بننا چاہتی ہیں۔

بتول کو اب اپنا مقصد احسن انداز میں پورا ہوتا ہوا دکھائی دے رہا تھا۔ جب ایونٹ ختم ہو گیا تو محسن اور کرن بتول کے پاس گئے اور کہا: "بتول یہ سب کیا ہے؟"

تو آگے سے بتول نے ایک شعر پڑھا:

ڈرو خدا سے، ہوش کرو، کچھ مکر و ریا سے کام نہ لو

یا اسلام پہ چلنا سیکھو یا اسلام کا نام نہ لو

اور پھر وہاں سے نکل گئی۔

ان دونوں نے یہ شعر سنا تو ان کے جسم کانپنے لگا گئے کیوں کہ یہ شعر غلام بتول نے حیدری للکار سے سنایا تھا۔ گھر جا کر بتول نے ساری روداد اپنی ماں کو سنائی تو فاطمہ نے رب کا شکر ادا کیا۔

اگلے دن جب کرن اور محسن یونیورسٹی میں داخل ہوئے تو الگ الگ گاڑیوں پہ آئے اور جب چھٹی کا ٹائم ہوا تو دونوں الگ الگ گاڑیوں پہ واپس گھروں کو چلے گئے۔ بتول فخریہ انداز میں لوکل سواری پہ یونیورسٹی آنا شروع ہوگئی اور اپنے مقصد کے تکمیل کے لیے اس نے اب اپنے گھر میں ان لڑکیوں کو دعوت دینا شروع کر دی جو اس کے مشن کا حصہ بننا چاہتی تھی۔ مشن / مقصد اگر درست ہو گا اور حضور ﷺ کے دین کی سربلندی کے لیے ہو گا تو آسمان و زمین، چرند پرند سب کچھ تمہارے ساتھ اس مقصد کی تکمیل کے لیے ساتھ ہو جائیں گے۔ بتول کا یہ پیغام ہر اس لڑکی کے لیے ہے جو غلام بتول بننا چاہتی ہے۔